اسلامی معیشت میں سادگی اور کفایت شعاری کی اہمیت (۲)

——— از قلم: ڈاکٹر امین اللہ وثیر ———

اعتدال اور میانہ روی

"وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا۔" (الفرقان)

(جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہوتا ہے)

"وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ (بنی اسرائیل: ۲۹)

(اور اپنا ہاتھ نہ تو اپنی گردن سے باندھ رکھ (کہ کچھ خرچ نہ کرے) اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ ملامت زدہ اور حسرت زدہ بن کر بیٹھا رہ جائے)

"وَابْتَغِ فِیْمَا اٰتٰکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ"۔ (القصص: ۷۷)

(جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اسکے ذریعہ سے آخرت کے گھر کی بہتری کے لیے کوشش کر و اور اپنا دنیا کا حصہ بھی فراموش نہ کر اور اچھا سلوک کر جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا۔ اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش نہ کر)

معلوم ہوا کہ انسان کا نہ تو یہ حال ہونا چاہیے کہ عیاشی اور یار باشی میلوں ٹھیلوں اور شادی

۱ ۔ ناجائز کاموں میں دولت صرف کرنا خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔
۲ ۔ جائز کاموں میں خرچ کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جانا خواہ اس لحاظ سے کہ آدمی استطاعت سے زیادہ خرچ کرے یا اس لحاظ سے کہ آدمی کو جو دولت اس کی ضرورت سے بہت زیادہ مل گئی ہو اسے وہ اپنے ہی عیش اور ٹھاٹ باٹھ میں صرف کرتا چلا جائے۔
۳ ۔ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا مگر اللہ کے لیے نہیں ریا اور نمائش کے لیے۔

اس کے برعکس بخل کا اطلاق دو چیزوں پہ ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پر اپنی مقدرت اور حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اس کے ہاتھ سے پیسہ نہ نکلے۔

ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال کی راہ اسلام کی راہ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

"مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ قَصْدُهُ فِي مَعِيْشَتِهٖ" (اپنی معیشت میں توسط اختیار کرنا آدمی کے دانا ہونے کی علامتوں میں سے ہے) (احمد و طبرانی)

اسلام نے اس باب میں صرف اخلاقی تعلیم ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس سے بخل اور فضول خرچی کی انتہائی صورتوں کو روکنے کے لیے قوانین بھی بنائے ہیں اور ایسے تمام طریقوں کا سدِ باب کرنے کی کوشش کی ہے جو تقسیم ثروت کے توازن کو بگاڑنے والے ہیں۔ مثلاً وہ جوئے کو حرام قرار دیتا ہے، شراب اور بدکاری سے روکتا ہے لہو لعب کی ایسی مسرفانہ عادتوں کو جن کا لازمی نتیجہ ضیاع وقت اور ضیاع مال ہے، ممنوع قرار دیتا ہے۔ موسیقی کے فطری ذوق کو اس حد تک پہنچنے سے باز رکھتا ہے جہاں انسان کا انہماک دوسری اخلاقی و روحانی خرابیاں پیدا کرنے کے ساتھ معاشی زندگی میں بھی بدنظمی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اور فی الواقع ہو جاتا ہے جمالیات کے طبعی رجحان کو بھی وہ حدود کا پابند بناتا ہے۔ قیمتی ملبوسات، زر و جواہر کے زیورات سونے چاندی کے ظروف اور تصاویر اور مجسموں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احکام مروی ہیں ان سب میں دوسرے مصالح کے ساتھ ایک بڑی مصلحت یہ بھی پیش نظر ہے کہ جو دولت تمہارے بہت غریب بھائیوں کی ناگزیر ضرورتیں پوری کر سکتی ہے ان کو زندگی کے مایحتاج فراہم کر کے دے سکتی ہے، اسے محض اپنے

۱ ۔ ناجائز کاموں میں دولت صرف کرنا خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔
۲ ۔ جائز کاموں میں خرچ کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جانا خواہ اس لحاظ سے کہ آدمی استطاعت سے زیادہ خرچ کرے یا اس لحاظ سے کہ آدمی کو جو دولت اس کی ضرورت سے بہت زیادہ مل گئی ہو اسے وہ اپنے ہی عیش اور ٹھاٹ باٹھ میں صرف کرتا چلا جائے۔
۳ ۔ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا مگر اللہ کے لیے نہیں ریا اور نمائش کے لیے۔

اس کے برعکس بخل کا اطلاق دو چیزوں پہ ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پر اپنی مقدرت اور حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اس کے ہاتھ سے پیسہ نہ نکلے۔

ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال کی راہ اسلام کی راہ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

"مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ قَصْدُهُ فِي مَعِيشَتِهِ" (اپنی معیشت میں توسط اختیار کرنا آدمی کے دانا ہونے کی علامتوں میں سے ہے) (احمد و طبرانی)

اسلام نے اس باب میں صرف اخلاقی تعلیم ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس سے بخل اور فضول خرچی کی انتہائی صورتوں کو روکنے کے لیے قوانین بھی بناتے ہیں اور ایسے تمام طریقوں کا سدِ باب کرنے کی کوشش کی ہے جو تقسیم ثروت کے توازن کو بگاڑنے والے ہیں۔ مثلاً وہ جوئے کو حرام قرار دیتا ہے، شراب اور بدکاری سے روکتا ہے لہو لعب کی ایسی مسرفانہ عادتوں کو جن کا لازمی نتیجہ ضیاع وقت اور ضیاع مال ہے، ممنوع قرار دیتا ہے۔ موسیقی کے فطری ذوق کو اس حد تک پہنچنے سے باز رکھتا ہے جہاں انسان کا انہماک دوسری اخلاقی و روحانی خرابیاں پیدا کرنے کے ساتھ معاشی زندگی میں بھی بدنظمی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اور فی الواقع ہو جاتا ہے جمالیات کے طبعی رجحان کو بھی وہ حدود کا پابند بناتا ہے۔ قیمتی ملبوسات، زر و جواہر کے زیورات سونے چاندی کے ظروف اور تصاویر اور مجسموں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احکام مروی ہیں ان سب میں دوسرے مصالح کے ساتھ ایک بڑی مصلحت یہ بھی پیش نظر ہے کہ جو دولت تمہارے بہت غریب بھائیوں کی ناگزیر ضرورتیں پوری کر سکتی ہے ان کو زندگی کے مایحتاج فراہم کر کے دے سکتی ہے، اسے محض اپنے

کھانے پینے، لباس و پوشاک اور عام طرز زندگی میں اعتدال کو مدنظر رکھے اور ان تمام امور میں بے جا تکلف سے بچا رہے۔ سادگی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آدمی بخل اور تنگی کے ساتھ زندگی گذارے بلکہ یہ بخل اور فضول خرچی دونوں کے بیچ کر زندگی کے ہر شعبہ میں میانہ روی اختیار کرنے کا نام ہے، جب انسان فضول خرچی اور کنجوسی کو ترک کرتا اور ایک معتدل زندگی کو اپناتا ہے تو اس کا طرز معاشرت سادہ مگر دل پسند ہوتا ہے۔ وہ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرتا اور اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلاتا ہے۔

قرآن مجید میں حیات انسانی اور اس کے انجام کی بڑی دلنشین تصویر کھینچی گئی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ"

(لوگوں کے لیے مرغوبات نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کے چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے)

اسلام ایسا دین اعتدال ہے کہ روزمرہ کے معاملات میں معقول اور دستور کے مطابق طرز عمل کی دعوت دیتا ہے۔ مصنوعی لب ولہجے تک کی مذمت کرتا ہے، تکبر اور بناوٹ کو انسانی کردار کی خوبی تسلیم نہیں کرتا۔ ایک حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

"متکبر لہجہ بنانے والے ہلاک ہوئے" (مشکوۃ کتاب آداب)

اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام کے تمام ارکان میں سادگی ہے۔ کلمہ شہادت ہر انسان خلوص دل سے پڑھ سکتا ہے۔ نماز کے واسطے ساری زمین سجدہ گاہ ہے۔ روزہ کم خوری اور سادگی کا عملی سبق ہے۔ حج کا لباس انتہائی سادہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے آقائے دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ حسنہ یعنی بہترین نمونہ عطا

کھانے پینے، لباس و پوشاک اور عام طرز زندگی میں اعتدال کو مدنظر رکھے اور ان تمام امور میں بے جا تکلف سے بچا رہے۔ سادگی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آدمی بخل اور تنگی کے ساتھ زندگی گذارے بلکہ یہ بخل اور فضول خرچی دونوں کے بیچ کر زندگی کے ہر شعبہ میں میانہ روی اختیار کرنے کا نام ہے، جب انسان فضول خرچی اور کنجوسی کو ترک کرتا اور ایک معتدل زندگی کو اپناتا ہے تو اس کا طرز معاشرت سادہ مگر دل پسند ہوتا ہے۔ وہ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرتا اور اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلاتا ہے۔

قرآن مجید میں حیات انسانی اور اس کے انجام کی بڑی دلنشین تصویر کھینچی گئی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ"

(لوگوں کے لیے مرغوبات نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کے چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے)

اسلام ایسا دین اعتدال ہے کہ روزمرہ کے معاملات میں معقول اور دستور کے مطابق طرز عمل کی دعوت دیتا ہے۔ مصنوعی لب و لہجے تک کی مذمت کرتا ہے، تکبر اور بناوٹ کو انسانی کردار کی خوبی تسلیم نہیں کرتا۔ ایک حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

"متکبر لہجہ بنانے والے ہلاک ہوئے" (مشکوٰۃ کتاب آداب)

اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام کے تمام ارکان میں سادگی ہے۔ کلمہ شہادت ہر انسان خلوص دل سے پڑھ سکتا ہے۔ نماز کے واسطے ساری زمین سجدہ گاہ ہے۔ روزہ کم خوری اور سادگی کا عملی سبق ہے۔ حج کا لباس انتہائی سادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آقائے دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ حسنہ یعنی بہترین نمونہ عطا

بھی جو کچھ وقت پر سامنے آجاتا اسی پر اکتفا فرماتے، آپ نے کبھی کھانے کی کسی چیز کو برا نہیں کہا۔ ہمیشہ نیچے بیٹھ کر دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے۔ کھاتے وقت کبھی تکیہ یا کسی اور چیز کا سہارا نہیں لیا۔ آپ کی گفتگو میں شوکت الفاظ اور رفعت معانی کے باوجود سادگی غالب ہوتی تھی، الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے تھے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا، الفاظ ضرورت سے زیادہ ہوتے نہ کم۔ غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو سادگی کی شان لیے ہوئے اور افراط و تفریط سے پاک تھا۔

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے سے منع فرمایا۔ (سنن نسائی)
- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)
- حضرت قتادہؓ سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرامؓ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے تو انھوں نے کہا دسترخوان پر (صحیح بخاری) یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں ایک سادگی اور شان بندگی ہوتی تھی اور اس سلسلے میں خصوصی اہتمام یا کوئی تکلف وغیرہ بالکل نہ ہوتا تھا۔
- حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود ازراہ تواضع و خاکساری اس کو استعمال نہ کرے (اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے)، تو اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا بھی پسند کرے زیب تن کرے (جامع ترمذی)

یہ بشارت ان بندوں کے لیے ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے اتنی دولت دے رکھی ہو کہ وہ بہت بڑھیا اور بیش قیمت لباس استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہ اس پاکیزہ جذبے کے تحت بڑھیا لباس نہیں پہنتے کہ اس کی وجہ سے دوسرے بندوں پر ان کا تفوق اور بڑائی ظاہر ہو گی اور شاید اس سے کسی غریب نادار کی دل شکنی ہو۔

(جاری ہے)

تھی جو کچھ وقت پر سامنے آجاتا اسی پر اکتفا فرماتے، آپ نے کبھی کھانے کی کسی چیز کو برا نہیں کہا۔ ہمیشہ نیچے بیٹھ کر دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے، کھاتے وقت کبھی تکیہ یا کسی اور چیز کا سہارا نہیں لیا۔ آپ کی گفتگو میں شوکت الفاظ اور رفعت معانی کے باوجود سادگی غالب ہوتی تھی، الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے تھے کہ سننے والا آسانی سے یاد کرلیتا، الفاظ ضرورت سے زیادہ ہوتے نہ کم۔ غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو سادگی کی شان لیے ہوئے اور افراط و تفریط سے پاک تھا۔

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے سے منع فرمایا۔ (سنن نسائی)
- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)
- حضرت قتادہؓ سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرامؓ کس چیز پر کھانا کھایا کرتے تھے تو انھوں نے کہا دسترخوان پر (صحیح بخاری) یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں ایک سادگی اور شان بندگی ہوتی تھی اور اس سلسلے میں خصوصی اہتمام یا کوئی تکلف وغیرہ بالکل نہ ہوتا تھا۔
- حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود ازراہ تواضع و خاکساری اس کو استعمال نہ کرے (اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے)، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے بلاکر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا بھی پسند کرے زیب تن کرے (جامع ترمذی)

یہ بشارت ان بندوں کے لیے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دے رکھی ہو کہ وہ بہت بڑھیا اور بیش قیمت لباس استعمال کرسکتے ہیں لیکن وہ اس پاکیزہ جذبے کے تحت بڑھیا لباس نہیں پہنتے کہ اس کی وجہ سے دوسرے بندوں پر ان کا تفوق اور بڑائی ظاہر ہوگی اور شاید اس سے کسی غریب نادار کی دل شکنی ہو۔

(جاری ہے)